سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(دوسری وآخری قسط)

خطاب: نشتر میڈیکل کالج، ملتان
(۲۱رفروری ۱۹۹۰ء)

امیر المؤ منین، خلیفہ راشد
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

اب عام زندگی میں خوشحالی کی طرف آیئے! جامع مسجد دمشق میں دو مینار تھے ان پر دو آدمی مقرر ہوئے جو عصر اور مغرب کے درمیان کھڑے ہو کر روزانہ آواز دیتے کہ کوئی مسافر؟ کو نو وارد؟ کوئی پریشان آدمی جو اس شہر میں آیا ہو اور یہاں اس کے متعلق کوئی آدمی نہ ہو، مسجد میں آجائے۔ اس کے کھانے کا بندوبست کیا جائے گا۔ ہر وہ بچہ جو پیدا ہوا اس کے لئے آدمی مقرر تھے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کی اطلاع بیت المال کے محاسب کو یا اس کے خزانچی کو دی جائے تاکہ وہ نام درج کرے اور اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ ہمارے ہاں تو ٹیکس ہی ٹیکس ہے۔ یہاں عوام کو کچھ دینے کے لیے تو نوکر نہیں ہیں البتہ چھیننے کے لیے بہت سے نوکر رکھے ہوئے ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حج کے لئے گئے۔ ام المؤمنین سیدۃ الطاہرات، سیدۂ کائنات، عائشہ صدیقہ، الطاہرہ البتول العذراء، الحمیرا رضی اللہ عنہا کے متعلق کہا کہ ان کی خدمت میں جایئے اور ان کو میرا سلام کہیے اور ان سے کہیں کہ میں سخت آزمائش میں ہوں، حکمران کے بارے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نصیحت جو میرے علم میں نہ ہو مجھے فرمایئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حج سے واپس آکر کہنے لگے، میں نے پیغام دیا تھا اور اماں جان سے سلام عرض کیا تھا۔ انہوں نے یہ پیغام دیا ہے اور حدیث سنائی ہے:

''کہ جس حکمران نے اپنے اور لوگوں کی ضروریات کے درمیان حجاب قائم کیا، پردہ حائل کیا، رکاوٹ پیدا کی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کی ضروریات کے مابین پردہ حائل کر دیں گے'' جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اسی وقت حکم دیا کہ سب حکام کو بلاؤ۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر شہر میں ایسے لوگ مقرر کئے جو لوگوں کے گھروں میں جا کر کنڈی کھٹکھٹا کر کہیں کہ تمہاری ضروریات کیا ہیں؟ یوں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسی مکمل اسلامی فلاحی ریاست قائم کی جس کی مثال ان کے بعد آج تک قائم نہ ہو سکی۔

تاریخ کو پڑھنا ہے تو پھر تاریخ کے طالب علم بن کر پڑھو۔ ہاں اگر تم سیکولر مائنڈ بلڈ اپ کر چکے ہو اور اپروچ بھی سیکولر ہے تو پھر دونوں طرف سیکولرازم چلے ایک طرف نہیں۔ بعض لوگ یوم مئی پر شکاگو کے یہودی مرداروں کو شہداء کہتے ہیں، ان کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ سیکولرازم ہے۔ حالانکہ شہادت کا درجہ صرف اسلام میں ہے اور یہ مسلمانوں کے

لیے ہے۔اس کی بس اتنی حقیقت ہے کہ ایک طبقے نے قربانی دی ہے' مزدوروں کے کاز کو اس سے بڑا فائدہ پہنچا ہے۔برٹنڈرسل کتنا بڑا آدمی ہے' مذہباً یہودی تھا، اس کی یہودیت کا کمال یہ ہے کہ اس نے شمالی ویت نام میں امن قائم کرنے کے لیے لوگوں کو ننگا کر کے جلوس نکالا۔ یہ ہے سیکولرازم کا تقاضا۔اگر کسی دوست کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مناسبت نہیں تو نہ ہو' وہ جانے اور اس کا خدا جانے۔ہم اللہ کی طرف سے ٹھیکیدار تو نہیں کہ ضرور منوائیں۔ہم منوائیں گے نہیں بلکہ بتائیں اور سنائیں گے۔اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی خوبی ہے تو اس کو تسلیم کرنے میں تکلیف کیوں ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ چار ''صوبیوں'' کا ملک نہیں سنبھالا جا رہا' اُدھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت ۱۹ سال کچھ مہینوں پر مشتمل ہے' ۲۰ سال گورنری کے الگ ہیں۔تاریخ اسلام میں کسی خلیفۂ راشد کا اتنا طویل دورِ حکومت نہیں۔۶۵ صوبوں کا ملک ہے' ۶۷ لاکھ مربع میل کے حکمران ہیں۔اگر ان بچاروں سے کوئی غلطیاں ہو بھی گئیں تو یہ انسانی زندگی کے تقاضوں میں سے ہے' رہی نامزدگی (Nomination) کی غلطی! تو یہ غلطی نہیں ہے جناب۔ہاں ہاں! ذرا سنبھل کے۔یہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔محبت میں اتنا نہ بڑھ جایئے کہ آدمی حقیقتیں بھولنا شروع ہو جائے۔تاریخ اسلام میں بیٹے کی نامزدگی سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔اگر یہ گناہ ہے تو پھر ہمت کرو اور آؤ! پھر بتاؤ کہ کون کون گناہ گار ہے۔ایک کو نہ کہو سب کو کہو۔یہ ہماری درخواست ہے' ہم ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں کہ بھائی اگر قرآن وحدیث میں نامزدگی حرام ہے تو پھر ہمیں بھی بتاؤ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے اور اپنے مؤقف سے پیچھے ہٹ جائیں گے اور اگر نامزدگی گناہ نہیں ہے تو پھر کسی کے لیے بھی گناہ نہیں ہے اور یقیناً گناہ نہیں ہے۔خود سرورِ کائنات، اعلم الناس، معلم الناس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا۔انتخاب کے لیے ووٹ نہیں مانگا' حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا ووٹ نہیں مانگا' خاندان اور غیر خاندان میں سے کسی کی رائے تک نہیں لی۔درمیان میں ایک ضمنی بھی پر کر دوں' یہ آپ کی محبت بھری محترمہ جمہوریت کہاں سے ٹپک پڑی؟ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تو جمہوریت اچھی نہیں لگتی لیکن جونہی یہ سب کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائے تو آپ کہتے ہیں جی جمہوریت! بھئی ہے تو پھر وہاں بھی اس کا اطلاق کرو۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلیٰ پر کھڑا کیا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھیں۔بقولِ عدو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نعوذ باللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کی۔سوال ہے کہ پھر علی رضی اللہ عنہ کیوں چپ رہے؟ آج یہاں حکمرانوں پر تنقید ہو تو ناقد کی انتڑیاں باہر نکال دی جاتی ہیں اور اس کا سر پھوڑ دیا جاتا ہے۔عجیب بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی رہی اور مولا علی رضی اللہ عنہ تماشہ دیکھتے رہے؟ تاریخ کا جھوٹ اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر عدم اعتماد ہے۔قرآن تو اُن کو معیارِ حق، اُن کے ایمان کو حجت، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونۂ کامل اور آپس میں رحم دل قرار دیتا ہے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت کوئی بھی صحابی رضی اللہ عنہ اس کردار کا مالک نہیں تھا۔سب کے سب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور فرماں بردار تھے۔اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اُن سے راضی ہو گئے۔

میرے ابا (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) پر بمبئی میں خنجر سے ایک آدمی نے حملہ کیا۔ ایک پٹھان تھا ''بچہ نور'' وہ کود کر آگے آ گیا اور خنجر اس کے پیٹ میں لگا۔ انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ اپنے ہاتھوں میں انتڑیاں اٹھا کے کہنے لگا...... ''شاہ جی! میں تو قربان ہو گیا''۔ میرا باپ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ نبی ﷺ جس گھوڑے پر سوار ہوں نہیں، جس گدھے پر سوار ہو جائیں، اس گدھے کی دم پر جو میل لگی ہوئی ہے کروڑوں اربوں عطاء اللہ شاہ بخاری اس پر قربان۔ اگر اس کے لیے محبت کا اتنا جذبہ ہے اور لوگ یوں قربان ہو رہے ہیں تو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے اگر محمد ﷺ کی آبرو خطرے میں تھی تو علی رضی اللہ عنہ قربان ہو جاتے اور توہین کرنے والے کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے۔ لیکن ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ یہ تاریخ کے کذاب راویوں کا صریح جھوٹ ہے۔

میں آپ کو یہاں گزشتہ صدی کی ایک مثال دینا چاہوں گا۔ کارل مارکس برطانیہ میں اینگلز کے ہاں بھیک مانگتا رہا، ٹکڑے اس کے کھاتا رہا اور نظریہ سرمایہ داروں کے خلاف ایجاد کیا۔ ٹکڑے سرمایہ دار کے کھائے اور رگڑا بھی سرمایہ دار کو دیا۔ برطانیہ میں آج تک انقلاب نہیں آ سکا لیکن ۱۹۱۷ء میں روس میں اشتراکی انقلاب آ گیا۔ اس کے ماننے والے پیدا ہوئے، اب اس نظریے کے خلاف جہاں بھی کوئی آواز اٹھے، اس کو کسی بھی طریقہ سے دبا دیا جاتا ہے۔ کارل مارکس، سٹالن یا لینن کو برا کہیں تو تکلیف ہوتی ہے اور وہ دوست جو اشتراکیت قبول کرتے ہیں اگر ان کو گالی دو تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ سٹالن اور لینن کو ماننے والے ان پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ سٹالن اور لینن نے اپنے ماننے والوں کو کامریڈ کہا۔ یہ پہلی جماعت ہے جس نے کارل مارکس کے نظریہ کو برپا کیا اور کمیونسٹوں کے بقول یہ دنیا کے عظیم سچوں کی جماعت ہے۔ یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی نہ ماننے والوں کا کردار ہے۔ جو نبی ﷺ کو ایک فاؤنڈر اور ایک نظریہ کے بانی کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ دوسری طرف تاریخ و سیرت میں یہ روشن مثال موجود ہے اور پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے کوئی نظریہ نہیں دیا بلکہ اللہ کی طرف سے وحی کیا ہوا دین پیش کیا۔ اُسے قبول کرنے والے لوگ پیدا ہوئے۔ انہوں نے اس کے لیے قربانیاں دیں، ماریں کھائیں، گھر چھوڑا، وطن چھوڑا، اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی جانیں قربان کیں بلکہ سب کچھ قربان کر کے دین محفوظ کیا، تب اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان سب کو سچا کہا کہ یہ میرے وفادار ہیں۔ اب اگر میں پندرھویں صدی میں اٹھ کر کہوں کہ میری بیس سال کی ریسرچ کا نچوڑ یہ ہے اور جناب میں نے شب و روز مطالعہ کیا، میں نے دنیا کی لائبیریریاں کھنگال ڈالیں اور میں نے ان کتابوں کو ازبر کر لیا ہے۔ میں نے ایک ایک دائرے پر نشان لگا دیا ہے۔ کیا؟ کہ وہ لوگ سچے نہیں تھے مان لوں میں؟ سٹالن کے دوستوں کو سچا مان لوں، ابراہم لنکن کے ماننے والوں کو سچا مان لوں؟ قائداعظم کے ساتھیوں کو سچا مان لوں، عطاء اللہ شاہ بخاری کے فداکاروں اور رفقاء کو سچا مان لوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کو جھوٹا کہوں؟ لعنت ہے اس تصور پر!

خدا جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے

اس کا نام ریسرچ ہے؟ پھر ہمارا یہ دین جو قیامت تک رہنا ہے اگر اسکی ابتدا ہی جھوٹ سے ہوتی ہے تو انتہا سچ کیسے؟ اور پھر آج کے دن یہ دین سچا کیسے؟ اگر اس کی پہلی جماعت جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے مان کیا ہے اور بدر کے مقام پر اللہ سے کہا کہ ان کو اگر شکست ہوگئی تو اس دھرتی پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور کھڑے ہو کر دعا نہیں مانگی نہ غار میں چھپ کے! سجدہ میں گر کے، یہاں تک کہ آنسوؤں سے مٹی کیچڑ بن گئی اور صحرائے بدر سیراب ہوگیا:

اللھم ان تھلک ھذہ العصابة من اھل الاسلام لاتعبد فی الارض

''اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت آج ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت نہ کی جائے گی''۔

کیا نبی جھوٹوں اور منافقوں کے لئے دعا مانگ رہے تھے؟ عقل نہیں مانتی۔

جناب محترم! اس دین کو قیامت تک رہنا ہے' ایسا دین جس کو سچوں کی ضرورت ہے، جھوٹوں کی نہیں۔ یہ دین قائم ہی تب ہوا جب انتہائی سچے اور مخلص لوگوں نے اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا پھر اس دین کے خالق نے قرآن کریم میں دنیا کی سب سے بڑی سچوں کی جماعت کے بارے میں فیصلہ فرمادیا۔

اولٰئک ھم الصادقون بے شک وہی سچے ہیں

اور پھر امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں۔اے معاویہ!

ربنا وربکم واحد ،نبینا ونبیکم واحد ، کتابنا وکتابکم واحد ،اما الاختلاف فی قصاص عثمان

''ہمارا تمہارا رب ایک ہے' ہمارا تمہارا نبی ایک ہے، ہماری تمہاری کتاب ایک ہے، تیرا میرا اختلاف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے طریقہ کار پر ہے۔''

یہ تاریخ نہیں ہے کیا؟ میں طالب علم ہوں بھائی! مجھے کسی تاریخ میں دکھا دیجئے کہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے ساڑھے چار سالہ دور خلافت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی ایک برا لفظ کہا ہو اور یہ بات بھی چیلنج کرتا ہوں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیس سالہ دور خلافت بیس سالہ دورِ گورنری میں ایک واقعہ اور ایک جملہ ایسا بتاؤ کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی توہین کی ہو اور یہاں پراپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ اجی منبروں پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی جاتی رہیں۔ بھئی کونسی گالی دی گئی؟ نام لو نا ذرا! ابوتراب گالی ہے کیا؟ علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کس نے کہا؟ حضور ﷺ نے! اگر کوئی ابوالحسن کہنے کی بجائے یا ابا تراب کہہ دے تو یہ گالی ہے؟ اس کے علاوہ میرا کوئی دوست ڈھونڈے۔ جب تک میں زندہ ہوں کسی مسلک کے دوست کو اگر وہ گالیاں مل جائیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دی جاتی تھیں، جو معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں نے دی ہیں' مجھے ڈھونڈ دو تا کہ

میں اپنے مسلک کو تبدیل کر لوں۔ کتنی اچھی بات ہے کہ میں ان دوستوں کے ساتھ مل جاؤں جو انہیں اچھا نہیں سمجھتے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس ابوتراب کے سوا کوئی ایک جملہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نہیں کہا۔

باقی یہ بات کہ ''جب دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں تو ایک حق پر ہوتا ہے اور ایک باطل پر......'' یہ خود ساختہ فلسفہ ہے۔ یہ مفروضہ آپ نے کہاں سے گھڑ لیا کہ دو لڑنے والوں میں سے ایک ہمیشہ حق پر ہوتا ہے اور ایک ہمیشہ باطل پر۔ دو لڑنے والے دونوں سچے بھی ہو سکتے ہیں، اور جھوٹے بھی۔ دونوں غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔ یہ سبائی اور رافضی اختراع ہے کہ ایک ضرور جھوٹا اور ایک ضرور سچا ہوگا۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول، خاندان اہل بیت کا کوئی جملہ، کوئی کلمہ اس نام نہاد نظریہ کے حق میں نہیں ملتا۔ جھوٹوں نے تاریخ میں خود ہی گھڑ لیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگ کی اور کہا ہو کہ عائشہ باطل پر ہے یا سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل کہا ہو؟ باغی، فاسق، خاطی، سلطان جائر یا کوئی اور جملہ کہا ہو تو لاؤ میں بھی دیکھوں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہمارے جیسے اخلاق کے مالک تھے؟ نشتر میڈیکل کالج کے اساتذہ، طلباء، ہم مولوی وغیرہ ہمارے جیسے اخلاق بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں پیدا نہیں فرما سکے؟ پندرہ سو سال بعد ہمیں تو اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہونے کا دعویٰ ہے، کیا ہم آنکھوں پر پٹی باندھ کر جو کچھ کہا جائے اسے مان لیں؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہاشم اور اُمیہ جڑواں پیدا ہوئے اور اُن کی پشتیں آپس میں جڑی ہوئی تھیں، تلوار سے ان کو جدا کیا گیا۔ لہٰذا قیامت تک ان میں لڑائی پیدا ہو گئی۔ نجانے کس کتاب میں لکھا ہے، کہاں لکھا ہے؟ یہ سراسر جھوٹی کہانی ہے

سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ (القمر: ۲۶، پ: ۲۷)

''ان کو کل ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا خود پسند ہے)''

یہ مقطوع النسب کی روایت نجانے کہاں سے اٹھا لائے اور اگر ہم اس جھوٹ کو مان بھی لیں کہ دونوں بھائیوں کی پشتیں آپس میں جڑی ہوئی تھیں اور تلوار سے ان کو علیحدہ کیا گیا تو پھر کیا بغض رکھنے والے آپس میں بیٹیاں بھی دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن بی بی اروی جناب عفان (اموی) کی بیوی ہیں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں اور پھر جناب سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ (اموی) کی صاحبزادی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیر بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں تو اپنے والد کے اسلام لانے سے پہلے آئیں۔ بات جھگڑے کی نہیں، سمجھنے سمجھانے کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں دین کی بات اپنی طرف سے نہیں کرتا، جو اللہ کہتا ہے وہی کہتا ہوں۔ تمام امت کے علما و فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی علیہ السلام سے بڑا مجتہد کوئی نہیں ہوتا، نبی اجتہاد بھی کرتا ہے اور نبی کا اجتہاد کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صحابی رضی اللہ عنہ مجتہدِ مطلق

ہے اور کسی غیر مجتہد کو کسی مجتہد پر تنقید کا کوئی حق نہیں۔

اجتہاد کو خطا قرار دینے کا شوق تو آج کل بہت زور سے چل رہا ہے۔ خصوصاً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا اجتہاد عنادی تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اجتہاد خطائی تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمارا جو مسلک اور عقیدہ و نظریہ ہے وہ قرآن کی اس آیت کے ماتحت ہے جو ہمیشہ میں آپ کے سامنے پڑھا کرتا ہوں:

لایستوی منکم من الفق من قبل الفتح و قاتل......الحسنی (الحدید:۵)

فتح مکہ سے پہلے والے مسلمان اور ان کا انفاق و جہاد ہی ان کا درجہ بڑھانے کے لیے سب سے بڑی دلیل ہے اور وہ بہت اعلیٰ درجہ کے مسلمان ہیں مگر فتح مکہ کے بعد کے لوگ، وہ بھی کم درجہ کے نہیں۔ فتح مکہ سے پہلے کے لوگ درجہ میں ان سے بڑے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس دور کے کچھ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں۔ وہ شخص جو صحابی رسول ہے، جو پروردۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، وہ جو نبی کا تربیت یافتہ ہے، کاتب وحی ہے اور رسالت کی گود میں جس نے شعور و ایمان کی آنکھ کھولی ہے، اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کہ وہ حق پر نہیں ہے؟ سمجھنے کی بات ہے! ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس لئے حق پر کہتے ہیں کہ وہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان، آپ کی عظمت و بزرگی، آپ کی اوّلیت و سابقیّت، آپ کی بلندی و برتری کو کون نہیں مانتا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے درجات میں، فضائل میں، شمائل و محامد میں بہت بلند و برتر ہیں اور انہوں نے کبھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا نہیں کہا، ناحق نہیں کہا، کہیں ایک جملہ نہیں کہا۔ اور کبھی فضائل و درجات کے میدان میں مقابلہ بازی نہیں کی۔ یہ اس دور کے کسی بھی انسان کا رویہ تو ہو سکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا نہیں ہو سکتا۔ یاران پیکرِ ظلم و تشدد سے ایک سوال ہے کہ پہلے امام علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حسن رضی اللہ عنہ اور امامت کے متعلق ان کا عقیدہ و نظریہ ہے کہ: **الامام مامور من اللہ و مبعوث مفترض السمع و الطاعة**

امام مامور من اللہ ہوتا ہے مبعوث ہوتا ہے اور اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ اب امام حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ ان کے عقیدے کے مطابق امام حسن رضی اللہ عنہ مامور من اللہ ہیں اگرچہ امت کے اجماعی عقیدے کے مطابق ماموریت ختم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی مامور من اللہ نہیں۔ ماموریت، مبعوثیت، معصومیت، امامت اور وحی کا سلسلہ بند ہے۔ لیکن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جن کے نزدیک امام معصوم اور ہیں، مامور من اللہ ہیں، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر سکتے ہیں، جنہیں شریعت میں تبدیلی کا حق ہے، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے۔ ان کی آپ کے ہاں کیا پوزیشن ہے؟ کسی کو گالی دینے سے پہلے سوچو اور فیصلہ کرو کہ ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ ہم تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو مانتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے اپنے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت

کی تھی:

لا تکرھوا امرۃ معاویۃ "میرے بیٹے! یادرکھنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند نہ کرنا"

باپ کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند نہ کرنا اور بیٹے نے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی۔ جی ہاں! اور میں یہ بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ انہوں نے مال کے بدلے میں صلح کر لی' ایسا ہرگز نہیں ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا اہل سمجھتے ہوئے وراثت سپرد کی' وہی خلافتِ راشدہ جو انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے وراثت میں ملی۔ ہمارے جو دوست کہتے ہیں کہ جناب وہ خلافت نہیں بادشاہت تھی۔ ایک بات ان سے پوچھتا ہوں کہ جب خلافت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس تھی تو خلافت تھی، جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تو بادشاہت کیسے ہوگئی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ امارت کی بشارت دی:

یا معاویۃ ان ولیت امراً ،یا معاویۃ ان ملکت امراً ،ان ولیت امراً فاتق اللّٰہ واعدل.

کہ اے معاویہ! جب امارت تمہارے سپرد ہو تو تقویٰ اختیار کرنا اور لوگوں میں عدل قائم کرنا۔

میں تاریخ کا طالب علم ہوں ہر چند کہ ہمیں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم تاریخ کے ذریعے نہیں پہچاننے بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں پہچاننے ہیں لیکن اگر کسی کو شوق چرائے تو وہ تاریخ کا مطالعہ کرے ہم اس سے گفتگو کے لیے حاضر ہیں۔ بحث و مناظرہ نہیں' بڑے پیار اور محبت سے اور تاریخ کے حوالوں سے۔ سوال یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر چلے یا خلاف چلے' اس معاملہ میں انصاف آپ نے کرنا ہے۔ لے دے کے صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ جناب بیٹے کو نامزد کر دیا! کیا بیٹے کو نامزد کرنا اسلام میں کفر ہے؟ قرآن پاک ،احادیث مبارکہ اور جتنی بھی متداول وغیر متداول کتب ہیں ان کو ملاحظہ فرمائیے اپنے اپنے پسندیدہ بزرگوں کے پاس جائیے اور ان سے درخواست کیجئے کہ قرآن وحدیث میں کہیں ایک جملہ دکھا دیں جہاں یہ لکھا ہو کہ جو اپنے بیٹے کو خلیفہ نامزد کرے گا' اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ ہم نے تو ایسا کہیں نہیں پڑھا اور نہ سنا ہے کہ اپنے بیٹے کو نامزد کرنا حرام ہے۔ آپ کے دل ودماغ پر دراصل جمہوریت کا عفریت مسلط کر دیا گیا ہے۔ یہ جمہوریت کا بھوت آپ کو گھمار ہا ہے، چکر پہ چکر دے رہا ہے۔ آپ معترضین کے سامنے سے پردے ہٹانے کی کوشش کریں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا تو وہ کہیں گے اجی انہوں نے تو کوفیوں سے پوچھا تھا، تو وہاں بھی شامیوں سے پوچھا تھا۔ اگر کوفیوں کے پوچھنے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو خلافت دی جاسکتی ہے تو پھر شامیوں کے پوچھنے پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو خلافت کیوں نہیں دی جاسکتی۔ بات تو پھر کوفے اور شام والوں کی ہوگئی نا! شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی: **اللھم بارک فی یمننا وفی شامنا**

اور احادیث میں ایسی روایات ملتی ہیں کہ ابدال جو صوفیا کا ایک خاص گروہ ہیں وہ شام میں ہوں گے، کوفے میں

نہیں ہوگے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام والوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:**هم الطائفة المنصوره** کہ یہ مدد یافتہ گروہ ہے' جوان کے مقابلہ پر آئے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر اس کو فتح ونصرت عطا فرمائے گا۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ جناب سیدنا حسن اور سیدنا حسین صلوات اللہ علیہما سال میں دو مرتبہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جایا کرتے تھے۔**وکان یکرمهما** اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات کا اکرام کیا کرتے تھے **ویعطیهما** اور ان کو بہت سامال پیش کیا کرتے تھے اور وہ قبول کیا کرتے تھے۔تم تاریخ کی کتابوں سے یہ بات تلاش کر کے دکھاؤ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دیئے ہوئے مال کو حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے واپس کیا ہو۔ایک دفعہ بھی رد کیا ہو بلکہ ہوا یوں کہ بیس لاکھ دینار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیئے۔سیدنا حسن رضی اللہ عنہ شام سے چلے' ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔چلتے چلتے راستے میں غریب مسلمانوں میں تقسیم کرتے کرتے مدینہ طیبہ سے سومیل ورے وہ دولت ختم ہوگئی پھر رات وہیں پڑاؤ کیا اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بہنوئی بھی ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی کے بیٹے بھی۔انہیں شام واپس بھیجا کہ جاؤ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دوبارہ مال لے کر آؤ۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور کہنے لگے یا امیر المؤمنین کچھ رقم اور دیجئے!فرمانے لگے ابھی تو کچھ دن پہلے لے کر گئے تھے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ان کے پاس کچھ نہیں رہا۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے طنز لطیف سے کہا:

لاخير فى الاسراف کہ ''اسراف میں خیر نہیں ہے'' اور یہ کہہ کر دو لاکھ اور ہدیہ دے دیا۔عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ دوبارہ وہاں پہنچے اور بتایا کہ میں نے امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا اور انہوں نے مجھے یہ الفاظ کہے ......**لاخير فى الاسراف** تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا:

لا اسراف فى الخير کہ ''خیر کے بانٹنے میں اسراف نہیں ہے'' اور قرآن نے تو دولت کو خیر ہی کہا ہے جیسے قرآن پاک میں آتا ہے:**وانه لحب الخير لشديد**

قرآن نے تو دولت کو خیر کہا ہے اسی لیے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ **لا اسراف فى الخير** کہ یہ جو میں دولت تقسیم کر رہا ہوں، اس میں اسراف نہیں ہے۔خیر کے تقسیم کرنے میں اور اس کے بانٹنے میں' مساکین،فقراء،غرباء، یتامیٰ ،بیوگان کا حق ان کو دینے میں خیر ہے۔عمل بھی خیر، مال بھی خیر ہے۔اس میں جتنی بھی زیادتی کرتے چلے جاؤ گے اسراف نہیں ہے۔اس میں قبولیت کا درجہ ہے۔

حضرات!یہ مختصر سی گزارشات تھیں جو آپ کی خدمت میں عرض کر دیں۔پھر کبھی موقع ملا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے دیگر پہلوؤں پر کچھ عرض کروں گا۔(ان شاءاللہ) بہرحال آج کی شام' امیر وامام کے نام......

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔